UNIVERSAL LIBRARY
OU_224962
UNIVERSAL LIBRARY

معاشیات کی الف بے

از

محمد ناصر علی ام۔ اے (عثمانیہ)

لکچرار شعبۂ معاشیات جامعہ عثمانیہ

تعارف

ادارۂ ادبیات اردو کی جانب سے اردو امتحانات کا مفید اور سود مند سلسلہ قائم کیا گیا ہے۔ امیدواران امتحان کی سہولت کے لئے ۱۳۴۹ف میں چند عام فہم تقریروں کا اہتمام بھی کیا گیا تھا چونکہ اردو فاضل کے امتحان میں معاشیات کا مضمون بھی شریک ہے اس لئے اس موضوع پر بھی جناب محمد ناصر علی صاحب ایم، اے استاذ معاشیات جامعۂ عثمانیہ کی دو تقریروں کا انتظام ۴۔ اور ۵ تیر ۱۳۴۹ف کو عمل میں آیا تھا ان تقریروں کا مقصد یہ تھا کہ نہ صرف ادارہ کے امتحانات کے امیدواروں بلکہ دوسرے شایقین کو بھی معاشیات کے مفہوم اور اس کی اہمیت سے آگاہی حاصل ہو جائے۔

ان تقریروں کو جناب محمد ناصر علی صاحب نے نظر ثانی کے بعد مرتب کیا ہے ان کو مجلہ میں اس طور سے شایع کیا جا رہا ہے کہ نہ صرف ناظرین مجلہ بلکہ دوسرے شایقین بھی استفادہ کر سکیں معاشیات کے اصول اور اس کے معلومات کی اہل ملک میں زیادہ سے زیادہ اشاعت کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کی پیش رفت میں یہ کوشش عمل میں لائی جا رہی ہے۔

محمد غوث
مدیر مجلۂ طیلسانین

فہرست

صفحہ

(۱) تعارف .... (۲)

(۲) معاشیات کس قسم کا علم ہے .... (۴)

(۳) معاشیات کا نفسِ مضمون .... (۵)

(۴) معاشیات کے مباحث .... (۶)

(۵) معاشیات کی قسمیں .... (۸)

(۶) معاشیاتِ ہند .... (۹)

(۷) معاشیات کی ابتداء اور نشو ونما .... (۱۲)

(۸) عہدِ حاضرہ میں معاشیات کی اہمیت .... (۱۷)

(۹) ایڈون کنن کی کتاب مبادی معاشیات .... (۱۸)

(۱۰) پہلا حصہ۔ عام مادی خوشحالی .... (۱۹)

(۱۱) دوسرا حصہ۔ انفرادی خوشحالی .... (۲۴)

(۱۲) تیسرا حصہ۔ مادی خوشحالی اور حکومت .... (۳۱)

معاشیات کی الف بے

(۲) معاشیات کس قسم کا علم ہے

موجودہ زمانہ میں علم کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا ہے سہولت کی خاطر علوم کی وسیع تعلیم دو طرح پر کی گئی ہے :-

(الف) علوم فطری اور (ب) علوم عمرانی

علوم فطری سے مراد وہ علوم ہیں جن میں قدرتی اشیا و پر بحث کی جاتی ہے ان کا موضوع بحث مادّہ ہوتا ہے۔ فلکیات جس میں اجسام فلکی کا حال معلوم کیا جاتا ہے ارضیات جس میں زمین کے مختلف حالات اور کیفیات پر بحث کی جاتی ہے۔ طبیعیات جس میں روشنی حرارت اور برق سے بحث کی جاتی ہے۔ نباتیات جس میں مختلف پودوں کی خصوصیات اور نشو و نما کی کیفیت سے بحث کیجاتی ہے علوم فطری میں شامل ہیں۔ علوم فطری کے برعکس علوم عمرانی کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کا تعلق انسان اور اسکی جماعتوں سے ہوتا ہے۔ اخلاقیات، عمرانیات، سیاسیات، تاریخ اور نفسیات وغیرہ عمرانی علوم ہیں معاشیات بھی ایک عمرانی علم ہے، اخلاقیات میں انسانی جماعتوں کے اخلاقی پہلو کا مطالعہ کیا جاتا ہے عمرانیات میں معاشرتی حالات پر بحث کیجاتی ہے اسی بناء پر عمرانیات کو معاشرتی تعلقات کا علم کہا جاتا ہے سیاست میں سلطنت یا حکومت کی ماہیت اس کے اصول اور راعی و رعیت کے باہمی تعلقات کا مطالعہ کیا جاتا ہے، تاریخ میں گذشتہ اور موجودہ حالات کا بالتفصیل ذکر کیا جاتا ہے اور نفسیات میں انسان کی ذہنی و نفسی کیفیتوں پر بحث کی جاتی ہے۔ جہاں تک کہ معاشیات کا تعلق ہے اس میں

لہ یہ مقالہ ان تقاریر کا خلاصہ ہے جو ۱۹۴۲ء میں ادارۂ ادبیات اردو کے زیر سرپرستی شایع کی گئی تھیں۔

انسان کی معاشی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے بحث کی جاتی ہے۔ اگر ہم معاشیات کے متعلق صرف یہ کہہ دیں کہ اس میں انسان کی معاشی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو اس سے ہماری تشفی نہیں ہوتی اور ہم اس کے نفس مضمون یا موضوع بحث کو اچھی طرح سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔

(۳) معاشیات کا نفس مضمون یا موضوع بحث

معاشیات کے نفس مضمون کے متعلق ابتداءً بہت کچھ غلط فہمی پائی جاتی تھی اور اب بھی ناواقف لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ معاشیات دولت پرستی کا علم ہے اور اس میں دولت جمع کرنے اور کنجوس بننے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ ڈکنس، کارلائل اور رسکن نے اپنی تصانیف میں علم معاشیات پر طرح طرح سے حملے کئے ہیں۔ کارلائل نے اس کو "گاسپل آف میمونزم" یا "کتاب قارونیت" کے نام سے تعبیر کیا ہے۔

معاشیات درحقیقت ایسی کتاب نہیں ہے جس کے پڑھنے سے "قارونیت" کی ترغیب ہوتی ہے۔ معاشیات کے متعلق یہ خیال کہ وہ دولت پرستی، کنجوسی یا خود غرضی کا علم ہے۔ صحت پر مبنی نہیں۔ اس کے بارے میں یہ بدظنی محض غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ ابتداءً یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس کا نفس مضمون یا موضوع بحث صرف دولت ہے۔ لیکن معاشیات کا براہ راست اور حقیقی نفس مضمون دولت نہیں بلکہ انسانی احتیاجات اور ان کی بہتر طریق پر تکمیل ہے۔ دولت کو اس میں شک نہیں کہ معاشیات سے بہت قریبی تعلق ہے لیکن یہ براہ راست معاشیات کا نفس مضمون نہیں۔ معاشیات کو دولت سے بس یہی تعلق ہے کہ یہ انسانی احتیاجات کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ معاشیات میں دولت پس انداز کرنے کے شرائط اور ذرایع پر بحث کی جاتی ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ معاشیات میں بہر صورت دولت جمع کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اگر ایک شخص اپنی ناگزیر احتیاجات کی پابجائی نہ کر کے دولت جمع کرے تو معاشیانی نقطۂ نظر سے اس قسم کی پس اندازی کبھی جائز نہیں قرار دی جا سکتی۔

کیونکہ ناکافی اور غیر صحت بخش غذا، لباس اور مکان کی وجہ سے قوت کارگزاری متاثر ہوتی ہے اور انسان قبل از وقت از کار رفتہ ہوکر پیدائش کے کاروبار میں حصہ لینے سے محروم ہو جاتا ہے۔ چونکہ اس قسم کی پس اندازی سے بجائے فائدے کے بالآخر نقصان ہوتا ہے اس لیے ایسے غیر معاشی پس اندازی کہیں گے۔ معاشیات کا اصل مقصد دولت جمع کرنے کی ترغیب دینا نہیں بلکہ دولت کی بہتر پیدائش، بہتر تقسیم، بہتر مبادلہ اور بہتر صرف کے اصول اور نظریے پیش کرنا اور بحیثیت مجموعی بنی نوع انسان کی عام مادی خوشحالی کے اسباب کی تشریح و توضیح کرنا ہے۔

(۴) معاشیات کے مباحث

مادی زندگی کو خوشحال بنانے کے لیے چونکہ دولت کی مناسب مقدار ناگزیر ہے اس لیے ابتداءً معاشیات میں اُن مختلف امور پر بحث کی جاتی ہے جن کے ذریعہ کم سے کم مصارف میں زیادہ سے زیادہ دولت پیدا کی جا سکتی ہے۔ جس شعبہ میں دولت کی پیدائش اور اس کی زیادتی کے اسباب پر بحث کی جاتی ہے اُسے اصطلاحاً "پیدائش دولت" کا شعبہ کہتے ہیں۔

معاشیات کے مباحث کا دوسرا شعبہ "تقسیم دولت" ہے۔ فرض کیجئے ایک کارخانے میں جملہ (.....۱) روپے کی مصنوعات فروخت ہوئیں۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام قیمت کارخانہ دار کی جیب میں نہیں جا سکتی کیونکہ مصنوعات کی تیاری میں ایک طرف تو زمین سے مدد لی گئی، دوسری طرف سرمایہ سے، تیسری طرف مزدوروں سے اور چوتھی طرف خود کارخانہ دار نے منتظم کی حیثیت سے کام کیا۔ لہذا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مذکورہ قیمت (یعنی .....۱ روپے) میں سے زمین، مزدور اور سرمایہ کا کس قدر معاوضہ ہوگا اور کارخانہ دار کو کتنی رقم ملنی چاہیے۔ زمین کے حصے کو لگان یا کرایہ کہتے ہیں، مزدوروں کا حصہ اُجرت کہلاتا ہے، سرمایہ کے حصے کو سود کہتے ہیں اور کارخانہ والے کا معاوضہ منافع کہلاتا ہے۔ تقسیم دولت کے شعبہ میں اُن اصول اور نظریوں کی تشریح کی جاتی ہے جن کے تحت اجرت، سود، لگان اور منافع کا تعین ہوتا ہے۔

معاشیات کے مباحث کا تیسرا شعبہ "مبادلہ دولت" کہلاتا ہے روزمرہ زندگی میں

ہم اس امر کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ کاشت کار۔ جلاہے۔ بڑھئی۔ لوہار اور معمار وغیرہ بالعموم اپنی محنت کے نتیجے (یعنی مصنوعات) سے براہ راست خود مستفید نہیں ہوتے بلکہ انہیں دوسروں کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں۔ حاصل شدہ قیمت سے مختلف اشیاء خرید کر اپنی گوناگوں احتیاجات رفع کرتے ہیں۔ مبادلہ دولت کے شعبہ میں یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ افراد کو مبادلہ کی ضرورت کیوں لاحق ہوتی ہے؟ اس سے کس قسم کے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ مبادلہ کے کاروبار کیونکر عمل میں آتے ہیں لیکن مختلف اداروں کی بدولت مبادلے کے کاروبار میں سہولت بہم پہنچتی ہے؟ اشیاء کی قیمتیں کیونکر معین ہوتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

معاشیات کے مباحث کا چوتھا شعبہ "صرف دولت" ہے۔ اس شعبہ میں احتیاجات کی نوعیت اور ان کی خصوصیات پر بحث کی جاتی ہے اور ان اصول و قوانین کی تشریح کی جاتی ہے جن پر ہم دولت صرف کرتے وقت عمل کرتے ہیں۔ معاشیات کے مختلف مباحث میں صرف دولت کا شعبہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ جدید معاشئین اسے سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور اسی کو معاشیات کے تمام مباحث کا مرکز اور محور بتاتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ صرف دولت کی احتیاج کی وجہ سے ہیں دولت پیدا کرنے، تقسیم کرنے اور اس کا مبادلہ کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ عام مرفہ الحالی اور خوشحالی کے نقطۂ نظر سے معاشیات کے مباحث کا ہر شعبہ اپنی اپنی جگہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ان سب شعبہ جات کے مسائل براہ راست یا بالواسطہ جزوی یا کلی طور پر ہماری معاشی زندگی کی خوشحالی سے متعلق ہوتے ہیں۔ معاشیات کا حقیقی مقصد بنی نوع انسان کی معاشی خوشحالی ہے۔ اسی مقصد کے پورا کرنے کے لئے اس میں دولت کی پیدائش، تقسیم، مبادلے اور صرف پر بحث کی جاتی ہے۔ کیونکہ جب تک دولت کی معقول مقدار پیدا نہ کی جائے یا اس کی مناسب تقسیم نہ ہو اس کے مبادلے کا بہتر انتظام نہ کیا جائے یا صرف کا طریقہ ٹھیک نہ ہو تو پھر معاشیات کا حقیقی مقصد بطور احسن نہیں پورا ہو سکتا۔

مذکورہ چار شعبوں کے علاوہ معاشیات کے مباحث کا ایک اور شعبہ بھی ہے جس کو "مالیات" یا فینانس کہتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ کسی ملک کے باشندوں کی مرفہ الحالی کو حاصل کرنے اسے برقرار رکھنے یا اس میں اضافہ کرنے میں حکومت کی جد وجہد کو بہت بڑا دخل ہے۔ ملک میں امن وامان قائم رکھنے کے لئے فوج اور پولیس رکھنی پڑتی ہے، علوم وفنون کی اشاعت کے لئے وسیع پیمانے پر مدارس قائم کرنے پڑتے ہیں۔ زراعت۔ صنعت وحرفت۔ تجارت اور نقل وحمل کی ترقی کے لئے گوناگوں تدابیر اختیار کرنا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان تمام امور کی تکمیل کے لئے حکومت کو آمدنی کی ضرورت ہوگی۔ لہٰذا حکومت مختلف قسم کے محاصل اور ٹکس عاید کرکے آمدنی حاصل کرتی ہے اور اسے رعایا کی مرفہ الحالی اور خوشحالی پر صرف کرتی ہے۔ مالیات کے شعبہ میں یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ حکومت کے معاشی فرایض کیا ہیں۔ ان فرایض کو انجام دینے کے لیے حکومت کن مختلف ذرائع سے آمدنی حاصل کرتی اور کن مدات پر صرف کرتی ہے۔ بہ الفاظ دیگر مالیات میں ان مسائل پر بحث کی جاتی ہے جو حکومت کے ذرائع آمدنی اور خرچ سے متعلق ہیں۔

(۵) معاشیات کی قسمیں

معاشیات کے متعلق یہ معلوم کرنے کے بعد کہ یہ کس قسم کا علم ہے۔ اس کا نفس مضمون یا موضوع بحث کیا ہے۔ اس کے مباحث کو کن مختلف شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے ——— اس کی قسموں کا مختصر تذکرہ بھی ضروری ہے۔ مسائل کی نوعیت کا لحاظ کرتے ہوئے معاشیات کی دو قسمیں کی جا سکتی ہیں (۱) نظری معاشیات اور (۲) عملی معاشیات۔ نظری معاشیات کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں معاشی قوتوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ معاشی رجحانات کی تشریح وتوضیح کی جاتی ہے۔ اور معاشی خوشحالی کے اصول اور نظریے پیش کئے جاتے ہیں۔ نظری معاشیات کا کام اس امر کی وضاحت کرنا ہے کہ "کیا ہے"۔ برعکس اس کے "کیا ہونا چاہیے" کا مسئلہ نظری معاشیات کے مباحث سے خارج ہے۔ نظری معاشیات میں

معاشی قوتوں، اصول وقوانین اور نظریوں کو بیان کیا جاتا ہے لیکن معاشی اصلاح کے متعلق کسی قسم کی رائے زنی نہیں کی جاتی۔ "کیا ہونا چاہیئے" کا مسئلہ عملی معاشیات سے متعلق ہے عملی معاشیات کو معاشی اصول، قوانین اور نظریوں کی تحقیق اور ترتیب سے سروکار نہیں ہوتا بلکہ اس میں عملاً معاشی مسائل کو حل کرنے اور معاشی زندگی کے روزمرہ اُلجھے ہوئے حالات کو سُلجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر نظری معاشیات "کیا ہے" سے بحث کرتی ہے تو عملی معاشیات میں "کیا ہونا چاہیئے" سے بحث کی جاتی ہے۔ عام طور پر "کیا ہے" کا مسئلہ اتنا اہم نہیں معلوم ہوتا جتنا کہ "کیا ہونا چاہیئے" کا۔ اسی لحاظ سے بظاہر نظری معاشیات سے زیادہ عملی معاشیات اہم معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ ہم ایک کو زیادہ اہمیت دے کر دوسری کو زیادہ گھٹا نہیں سکتے۔ معاشیات کا حقیقی مقصد یعنی بنی نوع انسان کی عام معاشی خوشحالی، اس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا جب تک کہ نظری اور عملی معاشیات سے مدد نہ لی جائے جس طرح کپڑے کی تراش کے لیے قینچی کے دونوں پھلڑوں کا اشتراک ناگزیر ہے اسی طرح معاشی مسائل کی تحلیل کے لیے نظری اور عملی معاشیات کا اشتراک ضروری ہے جس طرح ڈاکٹر جراحی کے اصول اور طریقوں سے واقف ہوئے بغیر کامیاب اپریشن نہیں کر سکتا اسی طرح ایک مصلحِ معیشت نظری معاشیات کے اصول و قوانین کو جانے بغیر معاشی اصلاح کا معقول اور متوازن پروگرام نہیں مرتب کر سکتا۔ نظری معاشیات سے ناواقف شخص کے ہاتھ میں معاشی اصلاح کا پورا اقتدار دے دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک اناڑی کے ہاتھ میں عمل جراحی کے آلات و اوزار کا پکڑا دینا۔

(۶) معاشیات ہند

معاشیات ہند عملی معاشیات ہے۔ اس کا مقصد ہندوستانی باشندوں کی مادی زندگی کو خوش حال بنانا ہے۔ سہولت کی خاطر نظری معاشیات کے مباحث کی طرح معاشیات ہند کے مباحث کو بھی چار عنوانات کے تحت تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) ہندوستان اور پیدائش دولت (۲) ہندوستان اور تقسیم دولت (۳) ہندوستان اور مبادلہ دولت (۴) ہندوستان اور صرف دولت۔

پہلے عنوان کے تحت یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ یہاں کے وسائل معاش کیا ہیں۔ بالفاظ دیگر یہاں کی زمینات۔ دریا۔ پہاڑ۔ آبشار۔ جنگلات۔ معدنیات اور اسی قسم کی دوسری چیزوں کا معاشی افادیت کے نقطۂ نظر سے تفصیلی مطالعہ کیا جاتا ہے۔ نیز یہاں کی آبادی کے تفصیلی حالات، بلحاظ تعداد اور بلحاظ قسم معلوم کئے جاتے ہیں۔ پیدائش دولت کے مختلف طریقوں مثلاً زراعت۔ صنعت وحرفت۔ تجارت اور نقل وحمل کے بھی مکمل حالات معلوم کئے جاتے ہیں۔ ان میں جو خرابیاں ہیں ان کے اسباب دریافت کئے جاتے ہیں اور انہیں دور کرنے کی تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔ مختصر یہ کہ اس عنوان کے تحت اُن تمام امور پر بحث کی جاتی ہے جن کے ذریعہ ملک کے وسائل سے ممکنہ استفادہ کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ دولت پیدا کی جاسکتی ہے۔

دوسرے عنوان کے تحت یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ ہندوستان میں سالانہ کس قدر دولت پیدا ہوتی ہے۔ اگر اس دولت کو یہاں کی جملہ آبادی پر تقسیم کیا جائے تو فی کس سالانہ کس قدر اوسط آمدنی ہوتی ہے۔ دیگر ممالک کے مقابلہ میں یہاں کی اوسط آمدنی کا کیا حال ہے۔ مزدوروں کی اُجرتوں، حکومت اور زمین داروں کی اراضیات کے معاوضے یعنی مالگزاری اور لگان کے تفصیلی حالات اسی شعبہ میں معلوم کئے جاتے ہیں۔ سرمایہ داروں کی آمدنی یعنی سود، کارخانہ داروں کی آمدنی یعنی منافع کی نوعیت بھی اسی شعبہ میں معلوم کی جاتی ہے۔

تیسرے عنوان کے تحت تین امور کی تشریح کی جاتی ہے۔ پہلا یہ کہ یہاں کے آلات مبادلہ کیا ہیں۔ دوسرے یہ کہ مبادلہ کے کاروبار میں کن مختلف اداروں کے ذریعہ سہولت بہم پہنچ رہی ہے۔ تیسرے یہ کہ یہاں پر مختلف سنین یا مختلف ادوار میں قیمتوں کا کیا حال رہا ہے۔

آلات مبادلہ سے مراد وہ مختلف سکے اور نوٹ ہیں جن کے ذریعہ اشیاء کی خرید وفروخت میں ناگزیر مدد ملتی ہے۔ ہندوستان میں سکے اور نوٹوں کے استعمال کی موجودہ نوعیت، ان کے

استعمال کی ابتدا اور نشو و نما کا تفصیلی حال معلوم کیا جاتا ہے۔

مبادلے کے کاروبار میں سہولت بہم پہنچانے والے اداروں سے ہماری مراد بنک ہیں۔ یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ ہندوستان میں نظام بنک کاری کی موجودہ نوعیت کیا ہے۔ یہاں پر کن مختلف اقسام کے بنک کام کر رہے ہیں۔ ان کا باضابطہ آغاز کب ہوا اور اس کے بعد سے ان کی نشو و نما کا کیا حال رہا ہے مختصر یہ کہ ہندوستان میں زر۔ بنک اور قیمتوں کے تفصیلی حالات اسی شعبہ میں معلوم کئے جاتے ہیں۔

صَرف دولت کے شعبہ میں یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ ہندوستانی باشندے کس قسم کی غذا لباس اور مکان استعمال کرتے ہیں۔ بلحاظ قسم اور بلحاظ مقدار ان کی کیا نوعیت ہے۔ مستعملہ اشیاء کے لحاظ سے ان کے معیار رہائش کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اگر معیار رہائش مقابلۃً ادنیٰ اور معمولی ہے تو اس کے اسباب معلوم کئے جاتے ہیں اور اسے بلند کرنے کی تدابیر پیش کی جاتی ہیں۔

معاشیات ہند کے مباحث کا ایک اور شعبہ مالیات ہے۔ اس شعبہ میں یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ حکومت ہند کے ذرائع آمدنی کیا ہیں۔ اُن سے سالانہ کس قدر آمدنی ہوتی ہے اور حکومت اس آمدنی کو باشندوں کی فلاح و بہبود پر کیونکر صَرف کرتی ہے۔ مالگزاری۔ انکم ٹکس۔ کروڑگیری۔ چنگی۔ سرکاری قرضہ جات وغیرہ کا تفصیلی حال اسی شعبہ میں معلوم کیا جاتا ہے اور بجٹ کی بہتر ترتیب پر بحث کی جاتی ہے۔

معاشیات کے متعلق اب تک جن مختلف امور کی توضیح کی گئی اس سے اندازہ ہوگا کہ معاشیات کس قسم کا علم ہے۔ اس کا نفس مضمون یا موضوع بحث کیا ہے۔ اس کے مباحث کی تقسیم کیوں کر کی گئی ہے۔ اس کی قسمیں کیا ہیں۔ معاشیات ہند سے کیا مراد ہے اور اس میں کن مختلف امور پر بحث کی جاتی ہے۔ اب ہم اس علم کی مختصر تاریخ بھی بیان کریں گے تاکہ اس کے متعلق اہم ابتدائی امور ذہن نشین ہو جائیں۔

(۷) معاشیات کی ابتدا اور نشو ونما

معاشیات ایک جدید علم ہے۔ اس کی ابتدا وسط اٹھارھویں صدی سے ہوتی ہے۔ لیکن عہد قدیم میں بھی مختلف عالموں نے اپنے مضامین اور کتابوں میں معاشی خیالات کا اظہار کیا ہے چنانچہ یونان کے مشہور فلسفی افلاطون۔ زنوفن اور ارسطو نے اپنی تصانیف میں معاشی خیالات کا اظہار کیا ہے اسی طرح رومی فلسفیوں مثلاً سسرو۔ سینیکا اور پلینی اعظم وغیرہ کی تصانیف میں بھی معاشی مباحث ملتے ہیں۔ نیز رومی مقننوں نے بھی معاشی مسائل کے متعلق اظہار خیال کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قدیم مفکرین نے معاشیات کو علمی بنیادوں پر نہیں قائم کیا تاہم معاشیات کی تاریخ کے بیان کرتے وقت ان کی خدمات کو خواہ وہ کس قدر معمولی کیوں نہ ہوں کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

سولھویں صدی سے لے کر وسط اٹھارویں صدی کا زمانہ معاشیات کی تاریخ میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اس دور کو عہد تجاریت کہا جاتا ہے۔ اس زمانے میں جن عالموں نے معاشی خیالات کا اظہار کیا ہے انھیں تجاریین یا مرکنٹیلسٹ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ علماء ملک کی مادی ترقی کے لئے تجارت پر بہت زور دیتے تھے اس لئے انھیں تجاریین کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ تھامس من۔ ولیم پٹی اور جوشیا چائلڈ وغیرہ ممتاز تجاریین گزرے ہیں۔ تجاریین کے اہم خیالات یہ تھے — (۱) جہاں تک ہو سکے ملک میں سونا چاندی زیادہ سے زیادہ مقدار میں جمع رکھے جائیں۔ (۲) ملک کے باشندوں کو چاہیے کہ وہ جس قدر اشیاء دیگر ممالک سے اپنے ہاں منگواتے ہیں ان سے زیادہ اشیاء اپنے ملک سے دیگر ممالک کو روانہ کریں تاکہ ملک میں سونے چاندی کی درآمد ہو سکے۔ (۳) یہ لوگ صنعت کو زراعت پر غیر ضروری ترجیح دیتے تھے۔ (۴) چونکہ آبادی قومی طاقت کا ایک عنصر ہے لہٰذا اس خیال کے حامی تھے کہ ملک کی آبادی زیادہ سے زیادہ ہو۔ (۵) ہر قسم کی ترقی کے لئے حکومت کی امداد ضروری تصور کرتے تھے۔

وسط اٹھارویں صدی میں معاشی مفکرین کا ایک اور گروہ نمودار ہوا جس کو فطرتیین نیا

ترپوکراٹس کہتے ہیں کہ معاشیات کی ترقی میں فطرائین کی خدمات بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ انھیں بانیان معاشیات کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ چونکہ فطرائین "قانون فطرت" کے حامی تھے لہذا انھیں فطرائین کہنا مناسب سمجھا گیا۔ کوئینے۔ گورنے اور ترگو اہم فطرائین گذرے ہیں۔ فطرائین کے اہم خیالات یہ تھے (۱) انسان اپنی ہر جد وجہد میں کسی خود ساختہ نظام کے تابع نہیں ہوتے بلکہ وہ ایک قدرتی نظام پر عمل کرتے ہیں۔ اس قدرتی نظام کو وہ "قانون فطرت" کہتے تھے (۲) ان کے نزدیک حکومت کا کام بس اسی قدر تھا کہ وہ رعایا کی جان و مال اور آزادی کی حفاظت کرے اور دیگر معاملات میں مداخلت نہ کرے۔ فطرائین "عدم مداخلت" کی پالیسی کے حامی تھے اور یہ اصطلاح انھیں کی ساختہ ہے۔ (۳) ان کے نزدیک سب سے زیادہ اہمیت زراعت کو حاصل تھی اور وہ یہ کہتے تھے کہ زراعت ہی ایک ایسا پیشہ ہے جس کے ذریعہ ہر سال دولت پیدا ہوتی ہے اور اس سے تمام قوم کی کفالت ہوتی ہے۔ (۴) زراعت کے ذریعہ جس قدر دولت پیدا ہوتی ہے وہ تمام افراد قوم کے مابین تقسیم ہوتی ہے۔ اسی بنا پر وہ صرف زراعت کو پیدا آور پیشہ تصور کرتے تھے۔ دیگر پیشے ان کے نزدیک غیر پیدا آور تھے یعنی ان پیشوں سے کسی قسم کی جدید دولت نہیں پیدا ہوتی۔ (۵) چونکہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ صرف زراعت ہی کے ذریعہ ہر سال جدید دولت پیدا ہوتی ہے لہذا ٹکس بھی صرف زراعت ہی پر عاید کیا جانا چاہیے۔ فطرائین کی سب سے اہم خدمت یہ ہے کہ انھوں نے اپنے پیشروؤں کے غلط خیالات پر تنقید کی اور اس کی بدولت معاشیات کو ترقی ہوئی۔

معاشی تاریخ میں جو نام سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے وہ آدم اسمتھ (۱۷۲۳ء تا ۱۷۹۰ء) ہے۔ اس نے ۱۷۷۶ء میں ایک مشہور کتاب "دولت اقوام" لکھی۔ یہ کتاب دو جلدوں میں لکھی گئی ہے جس میں ۵ حصے اور بحیثیت مجموعی (۳۲) ابواب ہیں۔ پہلے حصہ میں اس نے ان امور پر بحث کی ہے جن کے ذریعہ افراد کی دولت پیدا کرنے کی قابلیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ مزید برآں یہ بھی بتلایا ہے کہ جب زمین۔ مزدور اور سرمایہ وغیرہ کی اجتماعی جد وجہد سے دولت پیدا

کی جائے تو پیدا شدہ دولت مذکورہ ارکان کے مابین کیوں کر تقسیم ہوگی۔ دوسرے حصہ میں سرمایہ کی ماہیت پر بحث کی گئی ہے۔ نیز یہ بتلایا گیا ہے کہ سرمایہ کے اجتماع کے لئے کن حالات کا ہونا ضروری ہے اور جمع کیا ہوا سرمایہ مختلف کاروبار میں کیوں کر مشغول کیا جا سکتا ہے۔ تیسرے حصے میں یہ بتلایا گیا ہے کہ قوموں کی دولت مندی کے کیا اسباب ہو سکتے ہیں۔ اگر ان پر مصنوعی تحدیدات عاید کی جائیں تو اس کے کیا نتائج برآمد ہوں گے۔ شہروں اور دیہاتوں کے مابین تجارت کے مفید نتائج پر بھی اسی حصے میں بحث کی گئی ہے۔ چوتھی کتاب میں اس نے اپنے پیش رو مفکرین یعنی تجارئین کے اہم نظریات کو مختلف دلائل کے ذریعہ غلط ثابت کیا ہے۔ پانچویں کتاب میں حکومت کی آمدنی کے ذرائع اور مدات خرچ پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

"دولت اقوام" کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ اس کا ترجمہ دنیا کی تقریباً تمام ترقی یافتہ زبانوں میں ہو چکا ہے۔ خود آدم اسمتھ کے زمانے میں یہ کئی مرتبہ چھپ چکی تھی۔ اس کتاب کا اس زمانے کے سیاست دانوں پر بہت گہرا اثر پڑا اور اس کا شمار دنیا کی بڑی کتابوں میں ہوتا ہے۔ یہی کتاب درحقیقت علم معاشیات کا سنگ بنیاد ہے۔ اس کی تصنیف کے ذریعہ چونکہ آدم اسمتھ نے معاشیات کو علمی بنیادوں پر قائم کیا لہذا اُسے معاشیات کا باوا آدم کہا جاتا ہے۔

آدم اسمتھ کے بعد دوسرے اہم نام بنتھم اور مالتھس کے ہیں۔ جرمی بنتھم (۱۷۴۸ء تا ۱۸۳۲ء) نے معاشیات پر مختلف کتابیں اور رسالے لکھے ہیں۔ ان میں "ربا کی وکالت" بہت مشہور ہے۔ بنتھم ایک معاشی سے کہیں زیادہ ایک فلسفی تھا لیکن اس کے باوجود اس نے معاشیات کی ترقی میں جو اہم خدمت انجام دی ہے اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

روبرٹ مالتھس (۱۷۶۶ء تا ۱۸۳۴ء) کی سب سے اہم خدمت یہ ہے کہ اس نے عوام کی توجہ ایک ایسے مسئلہ کی جانب منعطف کرائی جو معاشی لحاظ سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یہ مسئلہ آبادی کا ہے ۱۷۹۸ء میں اس نے آبادی پر ایک مضمون شائع کیا، اس کی اشاعت کے بعد وقتاً فوقتاً اس میں مختلف قسم کی تبدیلیاں کی گئیں چنانچہ اسی مضمون کو جدید شکل میں ۱۸۰۳ء میں پیش کیا گیا اس مرتبہ اس کا نام "اصول آبادی"

رکھا گیا۔ مالتھس کے اس مضمون کو بہت اہمیت حاصل ہوئی۔ چنانچہ اس کی زندگی میں کوئی چھ مرتبہ اس کی اشاعت عمل میں آئی۔ آخری مرتبہ یہ مضمون ۱۸۱۷ء میں شائع ہوا اور آج کل یہی نسخہ باقی ہے۔ نہایت مختصر طور پر ہم مالتھس کے نظریۂ آبادی کو اس طرح بیان کر سکتے ہیں۔ "جس رفتار سے آبادی میں اضافہ ہوتا ہے اسی رفتار سے ذرائع معاش میں زیادتی نہیں ہوتی۔ لہٰذا ایسی صورت میں آبادی کی روک تھام کے لئے اگر اخلاقی ضبط (مثلاً شادیاں دیر سے کرنا اور ساتھ ہی ساتھ ناجائز طریق پر جنسی جذبات کی تکمیل سے احتراز کرنا) سے کام نہ لیا جائے تو دوسرے ذرائع مثلاً مختلف قسم کی بیماریوں، قحطوں، زلزلوں اور جنگ و جدال وغیرہ کی بدولت خود بخود آبادی میں مناسب تخفیف ہوگی"۔ آبادی کے اس نظریہ کو چونکہ مالتھس کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے لہٰذا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہئے کہ مالتھس ہی نے سب سے پہلے اس نظریہ کو پیش کیا۔ مالتھس سے قبل وقتاً فوقتاً مختلف مفکرین نے اس مسئلہ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ لیکن مالتھس کا امتیاز یہ ہے کہ اس نے اس نظریہ کو سب سے پہلے منظم اور مدلل طریق پر پیش کیا۔ اسی بناء پر اس نظریہ کو مالتھس کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔

مالتھس کے بعد دوسرا اہم معاشی ڈیوڈ ریکارڈو (۱۷۷۲ء تا ۱۸۲۳ء) گزرا ہے۔ ریکارڈو آدم اسمتھ کا پیرو تھا۔ معاشی مسائل کے متعلق اس نے بہت سے مضامین اور کتابچے لکھے ہیں لیکن اس کی سب سے اہم تصنیف "اصول معاشیات" ہے۔ اس کتاب میں ریکارڈو نے مختلف معاشی مسائل پر بحث کی ہے۔ لیکن ان میں مسئلہ لگان کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ ریکارڈو کے مسئلہ لگان کا خلاصہ یہ ہے "استعمال زمین کی بناء پر کاشتکار جو معاوضہ زمیندار کو ادا کرتا ہے وہ لگان ہے۔ اور یہ لگان قیمت پیداوار میں سے جملہ مصارف کاشت منہا کرنے کے بعد جو کچھ بچ رہے اس کے مساوی ہوتا ہے"۔ تجارت بین الاقوام اور زر وغیرہ کے متعلق بھی ریکارڈو نے قابل قدر خیالات کا اظہار کیا ہے۔

ریکارڈو کے بعد جیمس مل اور میکلاک کے نام قابل ذکر ہیں لیکن ان میں زیادہ

اہمیت نا سو ولیم سینیر (۱۷۹۱ء تا ۱۸۶۴ء) کو حاصل ہے۔ اس کی ایک مشہور کتاب اصول معاشیات کا خاکہ ۱۸۳۶ء میں شائع ہوئی۔ سینیر کے بیان کردہ مسائل میں نظریۂ سود کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ سود کے متعلق اس نے "اجتناب کا نظریہ" پیش کیا، وہ کہتا ہے کہ سود اجتناب کا معاوضہ ہے۔ اجتناب سے مراد رقم جمع کرنے والوں کا یہ فعل ہے کہ وہ اپنی موجودہ احتیاجات میں سے چند کی تکمیل کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور رقم جمع کرتے ہیں۔

تاریخ معاشیات میں دوسرا اہم نام جان اسٹورٹ مل (۱۸۰۶ء تا ۱۸۷۳ء) کا ہے۔ مل کی اہم کتاب "اصول معاشیات" ہے۔ مل کا مقصد دراصل ایسی تصنیف پیش کرنا تھا جو عام استعمال میں آدم اسمتھ کی کتاب "دولت اقوام" کی جانشین بن جائے۔ اگرچہ مل اس تدبیر میں ناکام رہا تاہم اس کی خدمات اس قدر اہم ہیں کہ آدم اسمتھ کے بعد اسے دنیا کے بڑے معاشیین میں جگہ دی جانی چاہیے۔ تعین اجرت کے متعلق اس کا ایک نظریہ بہت مشہور ہے جسے "نظریۂ اجرت فنڈ" کہتے ہیں۔ "اس نظریہ کا خلاصہ یہ ہے ہر ملک میں مزدوروں کی اجرتیں ادا کرنے کے لئے سرمایہ کا ایک ذخیرہ ہوتا ہے۔ اس ذخیرہ کے مقابلے میں مزدوروں کی تعداد جس قدر زیادہ ہوگی اجرتوں کی شرح میں کمی ہوگی۔ اس کے برعکس مزدوروں کی تعداد جس قدر کم ہوگی اسی لحاظ سے اجرتوں کی شرح بھی زیادہ ہوگی۔" موجودہ زمانے میں یہ نظریہ غلط ثابت ہو چکا ہے تاہم اسے تاریخی اہمیت ضرور حاصل ہے۔

مذکورہ معاشیین کے علاوہ وقتاً فوقتاً اور بھی بہت سے مشہور معاشیین گذرے ہیں انھوں نے اپنی مختلف تصانیف کے ذریعہ معاشیات کی ترقی میں حصہ لیا۔ ان معاشیین میں حسب ذیل نام اہم ہیں۔ (۱) کیری۔ لسٹا۔ سے۔ راؤ۔ فان تھیونن۔ سسمنڈی۔ مل۔ فریڈرک لسٹ۔ لاڈرڈیل اور فان ہرمن وغیرہ۔

(۲) راڈبرٹس۔ لاسیل اور کارل مارکس وغیرہ۔

(۳) رچرڈ جونس۔ ڈاکٹر بجہٹ۔ انگرام اور ٹائن بی وغیرہ۔

(۴) زوشر۔ ہلڈی براناٹڈ۔ کارل کینز۔ شنالر اور شفلے وغیرہ۔

(۵) گلاسن۔ جیونس اور والراس وغیرہ۔

(۶) منجر۔ ویزر اور بہم بارک وغیرہ۔

جدید معاشئین میں ڈاکٹر مارشل (۱۸۴۲ء تا ۱۹۲۴ء) کا نام بہت اہمیت رکھتا ہے۔ قدیم معاشئین میں جو اہمیت آدم اسمتھ کو حاصل ہے جدید معاشئین میں تقریباً وہی اہمیت ڈاکٹر مارشل کو حاصل ہے اسی بناء پر ڈاکٹر مارشل کو جدید معاشیات کا بانی کہا جاتا ہے۔ مارشل کی سب سے اہم تصنیف "اصول معاشیات" ہے۔ یہ کتاب ۱۸۹۰ء میں شائع ہوئی۔ اسے طبع ہوکر کوئی پچاس سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے لیکن اب بھی اسے بہت ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ اس کو مختلف جامعات میں نصابی کتاب کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ مارشل کی سب سے اہم خدمت یہ ہے کہ اس نے قدیم نظریات کو جدید حالات کی روشنی میں صحت اور عمدگی کے ساتھ پیش کیا ہے۔

ڈاکٹر مارشل کے بعد ہیلگر یدو۔ پیگو۔ وکسٹیڈ۔ وکسل۔ کیس۔ رابرٹسن۔ ہابسن۔ ہنسن۔ رابنس۔ کول اور گریگری وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ پروفیسر گریگری اس وقت ہندوستان کے معاشی مشیر ہیں۔ مذکورہ معاشئین کے علاوہ تیبجن۔ ادمس۔ سیلگمن۔ ٹاسگ۔ فشر۔ ایلی۔ کاروِر۔ ٹیلر۔ ڈیونپورٹ اور سیگر بھی اہمیت رکھتے ہیں۔

(۸) عہد حاضرہ میں معاشیات کی اہمیت

پچھلے چند صفحات میں معاشیات کی جو تاریخ بیان کی گئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس علم کی ابتدا ہوکر ابھی بہت زمانہ نہیں گزرا۔ اگر آدم اسمتھ کی کتاب "دولت اقوام" کی اشاعت (۱۷۷۶ء) سے اس علم کی باضابطہ ابتدا کا دور شمار کیا جائے تو پھر اس کی عمر صرف ڈیڑھ سو سال سے کچھ زیادہ نظر آتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود موجودہ زمانے میں اس کی اہمیت بہت زیادہ ہوگئی ہے اور ہوتی جارہی ہے۔ یوں تو تمام عمرانی علوم انسانی زندگی کے کسی نہ کسی پہلو کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان سے ہمیں ناقابل انکار

مددملتی ہے لیکن معاشیات براہِ راست ایک ایسے پہلو کا مطالعہ کرتا ہے جسے زمانۂ قدیم سے لے کر اب تک ہر زمانے اور ہر دور میں سب سے زیادہ اہمیت حاصل رہی ہے ۔ اس پہلو سے ہماری مراد انسانی زندگی کا معاشی پہلو ہے ۔ تہذیب اور شائستگی کے ابتدائی دور میں زندگی کے جہاں اور مسائل سیدھے سادے اور معمولی تھے معاشی مسائل بھی کچھ پیچیدہ نہ تھے ۔ زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ خاندانی زندگی قبیلہ واری زندگی میں اور قبیلہ واری زندگی قومی زندگی میں تبدیل ہوگئی ہے ۔ موجودہ زمانے میں ذرائع نقل وحمل اور ذرائع خبر رسانی کی غیر معمولی ترقی کی وجہ سے بین الاقوامی تعلقات بھی بہت وسیع اور مستحکم ہو چکے ہیں ۔ لہٰذا اب ہماری زندگی بہت بڑی حد تک بین الاقوامی ہوگئی ہے ۔ معاشرتی تعلقات کی اس ترقی کی وجہ سے معاشیات کے مسائل خاندانی ، قبیلہ واری یا قومی معیشت تک محدود نہیں رہے بلکہ ان کا دائرہ بین الاقوامی معیشت تک وسیع ہوگیا ہے ۔ بحیثیت مجموعی آبادی کے اضافے ، ذرائع معاش کی قلت ، معاشی کشمکش کی شدت نے خاندانی ، قبیلہ واری ، قومی اور بین الاقوامی معیشت کے نقطۂ نظر سے نئے نئے اور پیچ در پیچ مسائل پیدا کر دیے ہیں ۔ ان تمام مسائل کا مطالعہ اور تحلیل کوئی آسان کام نہیں ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ معاشیات کے مباحث کا دائرہ روز بروز وسیع ہو رہا ہے ۔ اس کے لٹریچر میں دن بدن ترقی ہو رہی ہے اور اسی مناسبت سے اس کی اہمیت بھی بڑھتی جا رہی ہے موجودہ زمانے میں معاشیات کی نمایاں اہمیت کا حقیقی سبب معاشی کشمکش کی شدت اور زیادتی ہے معاشیات کا مطالعہ نہ صرف بین الاقوامی اور قومی نقطۂ نظر سے مفید ہے بلکہ اس کے ذریعہ خاندانی معیشت کو بھی بہت کچھ بہتر بنایا جا سکتا ہے ۔

(۹) کنن کی کتاب مبادی معاشیات[1]

ایڈون کنن (۱۸۶۱ء تا ۱۹۳۵ء) کی کتاب ایلمنٹری پولیٹیکل اکانمی پہلی مرتبہ ۱۸۸۸ء میں

---

[1] ادارۂ ادبیات اردو کی ایما کے مطابق تقاریر کا ایک حصہ ایڈون کنن کی کتاب ایلیمنٹری پولیٹیکل اکانمی پر مشتمل تھا ۔ یہ کتاب ادارے کے اردو فاضل کے طلبا کے نصاب میں شریک ہے ۔ ابتدائی معلومات کے لیے اس کتاب کا مطالعہ مفید ہوگا ۔

شائع ہوئی اس کے بعد بھی وقتاً فوقتاً اس کی طباعت ہوتی رہی۔ "مبادی معاشیات" کے نام سے ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب صدر جامعہ ملیہ نے اس کا اُردو میں ترجمہ کیا ہے۔ کینن نے مذکورہ کتاب میں بتلایا ہے کہ "معاشیات کا اصل مقصد بنی نوع انسان کی مادّی خوش حالی کے اسباب کی تشریح و توضیح کرنا ہے۔" خوش حالی کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (الف) عام خوش حالی اور (ب) انفرادی خوش حالی۔ کتاب کے پہلے حصے میں عام خوش حالی پر بحث کی گئی ہے۔ اور دوسرا حصہ انفرادی خوش حالی سے متعلق ہے۔ انفرادی خوش حالی اور عام خوش حالی کے حاصل کرنے میں کسی ملک کی حکومت کو بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ لہٰذا اس اہمیت کے پیش نظر کتاب کے تیسرے حصے میں خوش حالی اور حکومت کے باہمی تعلق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم ابتداً عام خوش حالی پر بحث کریں گے۔

(۱۰) پہلا حصہ۔ عام مادّی خوش حالی

عام مادّی خوش حالی کا مفہوم عرف عام میں اُس قوم کو خوش حال سمجھا جاتا ہے جس کے پاس مجموعی طور پر زیادہ سے زیادہ دولت ہو لیکن کسی قوم کی خوش حالی کا یہ معیار صحیح نہیں۔ ایک ملک اپنی مجموعی دولت کے نقطۂ نظر سے کس قدر فوقیت کیوں نہ رکھے اس کو اس وقت تک خوش حال نہیں کہا جا سکتا جب تک کہ ہمیں یہ نہ معلوم ہو کہ اس ملک میں تقسیم آمدنی کا کیا حال ہے۔ فرض کیجئے دو ملک ہیں۔ ہر دو کی آبادی مساوی ہے اور ہر دو کی مجموعی دولت بھی مساوی ہے۔ یہ بھی فرض کیجئے کہ ایک ملک کی مجموعی دولت کا ۳/۴ حصہ مجموعی آبادی کے ۱/۴ حصے کے ہاتھ میں ہے اور دوسرے ملک کی مجموعی دولت تمام باشندوں کے مابین بڑی حد تک مساوی مساوی طور پر منقسم ہے۔ اس صورت میں پہلے ملک کے مقابل دوسرے ملک کو خوش حال سمجھا جائے گا۔ گو کہ پہلے ملک میں بھی اُسی قدر دولت ہے جس قدر کہ دوسرے ملک میں۔ اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ پہلے ملک میں دولت کی تقسیم انتہائی درجہ ناقص ہے اور دوسرے ملک میں

مناسب ہے۔ اگر کسی ملک کی آبادی کا محدود حصہ آرام و آسایش کی زندگی بسر کرے اور باقی افراد مصیبت اور کوفت کی زندگی بسر کریں تو ایسا ملک خوش حال نہیں کہلایا جاسکتا۔ کسی ملک کی خوش حالی کے لئے دیگر امور کے علاوہ دو اہم چیزیں ضروری ہیں، پہلا یہ کہ اُس ملک میں اس قدر دولت پیدا کی جانی چاہئے کہ اس کے ذریعہ تمام ملک کے باشندے انسانوں کے شایان شان ایک معقول معیار آرام پر زندگی بسر کرسکیں۔ دوسرے یہ کہ پیدا شدہ دولت کی تقسیم بھی مناسب ہو۔ اگر دولت تو زیادہ پیدا کی جائے اور اس کی تقسیم غیر مساوی ہو تو اس کا مخالف اثر عام خوش حالی پر پڑے گا۔ باشندگان ملک کی ایک محدود تعداد دولت سے مستفید ہوگی اور باقی باشندے غربت۔ افلاس اور ناداری کی زندگی بسر کریں گے۔

دولت کی زیادتی کے شرائط

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ باشندگان ملک کی خوش حالی کے لئے دولت کی مناسب مقدار کا ہونا ضروری ہے تو پھر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا ذرائع ہیں جن کی بدولت ملک میں دولت کی مناسب مقدار پیدا کی جاسکتی ہے۔

(۱) وسائل قدرت — دولت کی مناسب مقدار پیدا کرنے کے لئے سب سے پہلے وسائل قدرت یا وسائل معاش کا مناسب مقدار میں پایا جانا ضروری ہے۔ وسائل قدرت یا وسائل معاش سے مراد کسی ملک کے وہ تمام ذرائع معاش ہیں جو قدرت نے اس ملک کو عطا کئے ہیں۔ کسی ملک کی زمینات۔ دریا۔ پہاڑ۔ آبشار۔ جنگلات۔ معدنیات وغیرہ قدرتی وسائل میں شامل ہیں جس ملک میں وسائل قدرت کی جس قدر بہتات ہوگی اسی مناسبت سے اس ملک میں زیادہ دولت پیدا کرنے کے امکانات ہوں گے۔ برعکس اس کے جس ملک میں وسائل قدرت کی مقدار جس قدر محدود ہوگی اسی مناسبت سے دولت بھی کم پیدا کی جاسکے گی۔

(۲) وسائل قدرت سے پورا پورا استفادہ کرنے کی صلاحیت — دولت کی مناسب مقدار پیدا کرنے کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ باشندوں میں اس امر کی پوری پوری صلاحیت ہو کہ وہ اپنے ملک کے خداداد وسائل سے ممکنہ استفادہ کرسکیں۔ کیونکہ کسی ملک میں

وسائل قدرت کس قدر زیادتی کیوں نہ ہو اگر وہاں کے باشندے ان وسائل سے پورا پورا استفادہ نہ کر سکیں تو دولت کی مناسب مقدار پیدا نہ ہو سکے گی۔ پس معلوم ہوا کہ دولت کی زیادہ مقدار پیدا کرنے کے لئے ایک طرف وسائل معاش کا ہونا ضروری ہے اور دوسری طرف باشندگان ملک میں ایسی صلاحیت بھی ہونی چاہئے کہ وہ ان وسائل سے پورا پورا استفادہ کر سکیں۔ ایسی حالت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسے ذرائع ہیں جن کی بدولت کسی ملک کے باشندوں میں اپنے وسائل سے پورا پورا استفادہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

اس سلسلے میں تعلیم کا مسئلہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ تعلیم کی وسیع تقسیم دو طرح پر کی جا سکتی ہے۔ فنی تعلیم اور عام تعلیم۔ فنی تعلیم سے ہماری مراد ایسی تعلیم ہے جو خاص خاص پیشوں سے متعلق ہو۔ مثلاً زراعت۔ صنعت وحرفت۔ تجارت وغیرہ کی تعلیم۔ عام تعلیم سے مراد ایسی تعلیم ہے جس کی نوعیت ادبی و نظری ہو۔ مادّی ترقی کے لئے ہر دو قسم کی متناسب تعلیم ضروری ہے۔

تعلیم کے علاوہ عمدہ صحت کا مسئلہ بھی کافی اہمیت رکھتا ہے۔ کسی قوم کے قدرتی وسائل خواہ کس قدر زیادہ کیوں نہ ہوں اُس ملک میں تعلیم کا معیار بھی کس قدر بلند کیوں نہ ہو۔ اگر وہاں کے باشندوں کی صحت ٹھیک نہ ہو تو دولت کی خاطر خواہ مقدار نہیں پیدا کی جا سکتی۔ عمدہ صحت کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں ــــ صحت بخش غذا صحت بخش لباس۔ اور صحت بخش مکان۔ یعنی قوم کا کارکنوں میں دولت پیدا کرنے کی صلاحیت بڑھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایک طرف تو پیٹ بھر غذا میسر ہو اور دوسری طرف اس غذا میں صحت اور توانائی میں اضافہ کرنے والے اجزا بھی متناسب مقدار میں موجود ہوں۔ اسی طرح لباس بھی اس نوعیت کا ہونا چاہئے کہ اس کی بدولت موسمی اثرات سے اچھی طرح بچ سکیں۔ خصوصاً سرد ممالک میں لباس کا مسئلہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ عمدہ صحت کے لئے صاف اور ہوادار مکان بھی ضروری چیز ہیں۔ اگر مکانات تاریک غیر ہوادار اور گندے ہوں تو ظاہر ہے کہ اس سے صحت متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

(۳) مفید مادّی اشیاء کا استعمال ــــ دولت کی زیادہ مقدار پیدا کرنے کے لئے

مفید مادّی اشیاء کا استعمال بھی ضروری ہے۔ مفید مادّی اشیاء دو قسم کی ہیں ۔۔ غذا، لباس اور مکان براہ راست مفید مادّی اشیاء ہیں۔ برعکس اس کے وہ اشیاء جن سے غذا، لباس اور مکان کی تیاری میں مدد ملتی ہے، بالواسطہ مفید مادّی اشیاء کہلاتی ہیں مختلف قسم کے آلات واوزار اور مشین وغیرہ بالواسطہ مفید مادی اشیاء میں شامل ہیں۔ براہ راست مفید مادّی اشیاء کو اشیائے صرف اور بالواسطہ مفید مادّی اشیاء کو اشیائے پیدائش بھی کہا جاتا ہے۔ پیدائش دولت کے نقطۂ نظر سے بالواسطہ مفید مادّی اشیاء یا آلات واوزار اور مشنری وغیرہ کا استعمال بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اگر اشیاء ہاتھ سے تیار کی جائیں تو وہ نہ صرف بھدّی قسم کی تیار ہوں گی بلکہ ایک مقررہ وقت میں مقابلۃً بہت کم تیار ہوں گی۔ برعکس اس کے اگر ان کی تیاری میں عمدہ قسم کے آلات واوزار اور مشین استعمال کئے جائیں تو نہ صرف یکساں اشیاء تیار ہوں گی بلکہ وہ خوبصورت بھی ہوں گی اور ایک مقررہ وقت میں مقابلۃً زیادہ تیار کی جاسکیں گی۔ مثال کے طور پر کپڑے کی بُنائی کو لیجئے۔ کپڑا ہاتھ سے بھی تیار کیا جاسکتا ہے اور مشین کے ذریعہ بھی۔ لیکن دوسری صورت میں نہ صرف نفیس اور عمدہ کپڑا تیار ہوگا بلکہ اس کی مقدار بھی مقابلۃً زیادہ ہوگی۔ یہی حال دیگر اشیاء کی پیدائش کا ہے۔ اسی بناء پر کہا جاتا ہے کہ اشیاء کی پیدائش میں آلات واوزار اور مشنری وغیرہ سے جس قدر زیادہ کام لیا جائے گا اسی قدر زیادہ دولت پیدا ہوسکے گی۔ ہندوستان کے مقابل ترقی یافتہ ممالک میں زیادہ دولت پیدا کی جاتی ہے جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں پیدائش دولت کے لئے جس قسم کے آلات واوزار استعمال کئے جاتے ہیں وہ بالعموم بہت ادنیٰ اور معمولی قسم کے ہوتے ہیں۔ برعکس اس کے ترقی یافتہ ممالک میں معمولی معمولی اشیاء کی تیاری کے لئے بھی مشین استعمال کی جاتی ہے نتیجہ یہ کہ دولت بھی زیادہ پیدا ہوتی ہے ۔۔ واضح رہے کہ معاشیات میں دولت سے مراد صرف سکّے اور نوٹ نہیں بلکہ اس کی تعریف میں وہ تمام اشیاء شامل ہیں جن سے ہماری کوئی نہ کوئی احتیاج پوری ہوتی ہے اور جنھیں ہم خریدتے اور بیچتے ہیں۔

(۴) باہمی تعاون عمل یا تقسیم عمل ۔۔۔ جس طرح آلات و اوزار اور مشین وغیرہ کے استعمال کی وجہ سے زیادہ دولت پیدا ہوتی ہے اسی طرح باہمی تعاون یا تقسیم عمل کے طریق سے کام لینے کی وجہ سے بھی دولت کی پیدائش میں اضافہ ہوتا ہے۔ تقسیم عمل سے مراد دولت "پیدا کرنے کا وہ طریقہ ہے جس کے تحت ہر چیز کی تیاری متعدد کاموں میں تقسیم کر دی جاتی ہے اور ان میں سے ہر ایک کام جداگانہ مزدور کے سپرد کیا جاتا ہے" مثال کے طور پر جوتا سازی کے کام کو لیجئے۔ بڑے بڑے کارخانوں میں اس کام کو متعدد افراد کے مابین تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک شخص صرف چمڑا صاف کرتا ہے، دوسرا اس کے مناسب ٹکڑے کرتا ہے، تیسرا تلے کاٹتا ہے، چوتھا ایڑیاں تیار کرتا ہے۔ اسی طرح جوتے کی تیاری سے متعلق دیگر کام جزوی طور پر متفرق افراد کے سپرد کر دئے جاتے ہیں اور متعدد افراد کی اجتماعی کوشش سے جوتا تیار ہو کر فروخت کرنے کے قابل بنتا ہے۔ یہ سوال کہ تقسیم عمل کے طریق سے کام لینے کی بدولت مقدار پیدا وار میں کیوں اضافہ ہوتا ہے تو اس کے چند وجوہ ہیں۔

پہلا یہ کہ اس کی وجہ سے بڑا کام چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور ہر شخص کو اس کی قابلیت اور استطاعت کے مطابق کام ملتا ہے۔ مرد مشکل کام انجام دیتے ہیں۔ عورت اور بچے معمولی کام کرتے ہیں۔ چونکہ ہر مزدور کو اس کے کام کی نوعیت کا لحاظ کرتے ہوئے زیادہ یا کم اجرت دی جاتی ہے۔ لہذا مصارف پیدائش میں کمی ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ آلات و اوزار اور پیداوار خام وغیرہ کی بھی کفایت ہوتی ہے۔ تیسرے یہ کہ ایک ہی کام بار بار کرنے کی وجہ سے مزدور کو مہارت حاصل ہوتی ہے اور وہ مقررہ وقت میں مقابلتہً زیادہ کام کرتا ہے اور مجموعی طور پر دولت زیادہ پیدا ہوتی ہے۔

واضح رہے کہ تقسیم عمل کے فوائد کے ساتھ ساتھ اس کے نقائص بھی ہیں۔ پہلا نقص یہ ہے کہ اس کے تحت چونکہ مزدور ایک ہی کام انجام دیتا ہے لہذا اس کی واقفیت کا دائرہ بہت محدود ہو جاتا ہے۔ اگر کسی وجہ اس کے کام کی مانگ نہ رہے تو چونکہ وہ دوسرا کام نہیں

انجام دے سکتا لہذا بے روزگار رہنا پڑتا ہے۔ دوسرا نقص یہ ہے کہ ہر وقت ایک ہی کام کرنے کی وجہ سے مزدور کو اپنے پیشے میں کوئی خاص دلچسپی نہیں ہوتی اور وہ ایک مشین کی طرح کام کرتا ہے۔ تیسرا نقص یہ ہے کہ اس کی بدولت چونکہ عورتوں اور بچوں سے کام لینے کے امکانات نکل آئے ہیں۔ لہذا اکثر معاشرتی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ کارخانوں میں آئے دن حادثات کا ہونا۔ بچوں اور حاملہ عورتوں وغیرہ کی کارکردگی کا متاثر ہونا۔ عورتوں اور مردوں کے یکساں کام کرنے کی وجہ سے مخرب اخلاق عادتوں کا پڑنا وغیرہ ــــ تقسیم عمل کی ترقی اور استعمال مشین کا نتیجہ ہے۔

(۵) آبادی کی مناسب تعداد ــــ کسی ملک کے وسائل معاش سے پورا پورا استفادہ کرنے اور دولت کی ممکنہ مقدار پیدا کرنے کے لئے آبادی کی ایک خاص تعداد ضروری ہے۔ فرض کیجئے کسی ملک کے وسائل قدرت سے خاطر خواہ استفادہ کرنے کے لئے چار کروڑ آبادی مطلوب ہے۔ اب اگر آبادی چار کروڑ کی بجائے چھ کروڑ ہو جائے یا صرف دو کروڑ رہ جائے تو ہر دو صورتوں میں دولت کی ممکنہ مقدار نہیں پیدا ہو سکے گی۔ پہلی صورت میں آبادی زائد از ضرورت ہوگی اور دوسری صورت میں ضرورت سے کم۔ اس کی تعداد اس قدر ہونی چاہئے کہ اس کے ذریعہ ملک کے وسائل سے بیشترین استفادہ کرتے ہوئے بیشترین دولت پیدا کی جا سکے۔ آبادی کی ایسی تعداد جو کسی ملک کے وسائل سے اتم استفادہ کرنے کے لئے موزوں ترین ثابت ہو ــ متوازن آبادی کہلاتی ہے۔ اگر آبادی اس حد سے بڑھ جائے یا گھٹ جائے تو ہر دو صورتوں میں اس کی حالت غیر متوازن ہوگی۔ عملی طور پر کسی ملک میں متوازن آبادی کا ٹھیک طور پر تعین بہت ہی دقت طلب بلکہ محال ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ متوازن آبادی کا نظریہ عملی حیثیت سے بے کار ہے۔ اس کی مدد سے آبادی کے مسئلہ کو حل کرنے میں قابل لحاظ مدد ملتی ہے۔

(۱۰) دوسرا حصہ ــ انفرادی خوش حالی

جس طرح اجتماعی خوش حالی کے نقطۂ نظر سے دولت ضروری چیز ہے۔ اسی طرح انفرادی

خوش حالی کا مدار بھی (دیگر امور کے علاوہ) دولت کی مناسب مقدار پر ہوتا ہے (جہاں تک انفرادی طور پر دولت یا آمدنی حاصل کرنے کا تعلق ہے اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ (۱) ذاتی محنت اور (۲) ذاتی جائداد۔ ذاتی محنت سے آمدنی حاصل کرنے کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں (الف) خود اپنے استعمال کے لئے اشیاء تیار کرنا۔ (ب) دوسروں کے پاس ملازمت یا نوکری کرنا۔ (ج) کوئی کارخانہ یا کاروبار جاری کرنا۔ اسی طرح ذاتی جائداد سے آمدنی حاصل کرنے کی بھی تین صورتیں ہیں (الف) ذاتی جائداد کو خود استعمال کرنا۔ (ب) اس کے استعمال کا حق دوسروں کو دینا۔ (ج) یا اپنے قبضے میں ایک خاص قسم کی املاک اس وقت تک رکھنا کہ وہ قابل استعمال ہو جائے یا دوسرے اس کو طلب کریں) محنت اور جائداد سے آمدنی حاصل کرنے کی جو مختلف صورتیں بیان کی گئیں، اب ہم ان کی جدا جدا تشریح کریں گے۔

محنت سے آمدنی حاصل کرنے کی تین صورتیں

(الف) جیسا کہ اس سے قبل ہم معلوم کر آئے ہیں محنت سے آمدنی حاصل کرنے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ ہم خود اپنے لئے کوئی چیز تیار کریں مثلاً اگر کسی شخص کی بیوی اپنے شوہر اور بچوں کے کپڑے سی لے یا ماما رکھنے کی بجائے ذاتی طور پر کھانا پکوان کا انتظام کرے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ زیر بحث شخص کی بیوی ہی کپڑوں کی سلائی کی اجرت اور ماما کی تنخواہ کے مساوی آمدنی حاصل کر رہی ہے۔ ایڈون کنن نے اسی خیال کو دو مدرسین کی مثال سے واضح کیا ہے۔

فرض کیجئے دو مدرسین ہیں — الف اور ب۔ (الف) کو ذاتی جائداد سے ۲۰۰ روپے سالانہ آمدنی ہوتی ہے اور دوسروں کے بچے پڑھانے سے سالانہ ۲۵۰ روپے ملتے ہیں۔ خود اپنے بچے کی تعلیم کے لئے وہ دوسرے شخص کو سالانہ ۵۰ روپے دیتا ہے۔ (ب) کو بھی ذاتی جائداد سے (الف) کے مساوی آمدنی ہے اور بچے پڑھانے سے سالانہ ۲۰۰ روپے ملتے ہیں۔ لیکن اپنے بچوں کو ذاتی طور پر اسی حیثیت کی تعلیم دے لیتا ہے جیسی کہ (الف) کے بچوں کو دی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں (الف) اور (ب) کی آمدنی مساوی ہوگی۔ گو بظاہر

(الف) کو (ب) کے مقابل ۵۰ روپے زائد ملتے ہیں۔ اس قسم کی آمدنی کو عام طور پر نظر انداز کیا جاتا ہے حالانکہ اس کا پورا پورا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ آمدنی حاصل کرنے کا یہ طریقہ خصوصاً ایسے افراد کے لئے بہت مفید ہے جو دوسروں کے ہاں محنت کرکے اپنی آمدنی میں اضافہ نہیں کرسکتے۔ مسلمان معاشرے کی عورتوں میں بالعموم یہ نقص پایا جاتا ہے کہ وہ اندرون خانہ اپنا ذاتی کام کرتے ہوئے بھی عار کرتی ہیں۔ اس قسم کی عورتیں حالات کا لحاظ کرتے ہوئے اگر پکوان کا انتظام خود کرلیں، صفائی اور اسی قسم کے معمولی کاموں کا انتظام اپنے بچوں کے تفویض کردیں شوہر اور بچوں کا لباس ممکنہ طور پر خود ہی سی لیں تو خاندان کی مجموعی آمدنی میں قابل لحاظ اضافہ ہوسکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض سمجھ دار اور محنتی عورتیں اس قسم کا گھریلو کام انجام دے کر اپنی زندگی کو قابل لحاظ حد تک خوش حال بناتی ہیں لیکن بہت سی کم سمجھ سست اور کاہل عورتیں ایسی ہیں جو اپنے شوہر والد پر غیر معمولی طور پر بار ثابت ہوتی ہیں۔

(ب) محنت سے آمدنی حاصل کرنے کا دوسرا طریقہ ملازمت یا مزدوری ہے۔ ملازمت کے معاوضے کو تنخواہ اور مزدوری کے معاوضہ کو اُجرت کہا جاتا ہے۔ اُجرت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو بہ شکل زر ادا کی جائے مثلاً آٹھ آنے روز یا (۱۵) روپے ماہانہ۔ دوسرے وہ جو ضروریات کی شکل میں دی جائے۔ مثلاً کھانا کپڑا اور رہنے کے لئے مکان وغیرہ۔ پہلی قسم کی اُجرت کو اجرت متعارفہ اور دوسری قسم کی اجرت کو اجرت صحیحہ کہتے ہیں۔ مزدور کے نقطۂ نظر سے اجرت صحیحہ بہت اہمیت رکھتی ہے کیونکہ مزدور کی خوش حالی کا مدار زر کی اس مقدار پر نہیں ہوتا جو اسے روزانہ یا ماہانہ ملتی ہے بلکہ مایحتاج زندگی کی اشیاء کی مقدار یا تعداد پر ہوتا ہے جو اسے اس زر کے معاوضے میں حاصل ہوتی ہے۔ مایحتاج زندگی کی مختلف اشیاء جس قدر زیادہ ملیں گی اسی لحاظ سے مزدور کی مادی خوش حالی کے امکانات شکل آئیں گے۔ برعکس اس کے مقدار زر کے معاوضے میں مایحتاج زندگی کی مختلف اشیاء جس قدر کم ملیں گی اس کا مخالف اثر مزدور کی خوش حالی پر پڑے گا۔ اگر غلہ روپے کو ۱۰ سیر ملنے کی بجائے (۱۵) سیر ملنے لگے تو اس سے

مزدور کی خوش حالی بڑھ سکے گی۔ برعکس اس کے اگر غلہ ۱ سیر کی بجائے ۵ سیر ملنے لگے تو اس سے مزدور کی خوش حالی گھٹے گی۔ ایسی صورت میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر غلہ اور دیگر اشیاء کی گرانی کے ساتھ ساتھ اجرتوں اور تنخواہوں میں متناسب اضافہ نہ ہو تو اس کا مخالف اثر مزدور کی خوش حالی پر پڑے گا۔ برعکس اس کے غلہ اور دیگر اشیاء کی ارزانی کے ساتھ ساتھ اجرتوں اور تنخواہوں میں تخفیف نہ ہو تو مزدور کی خوش حالی بڑھ سکے گی۔ بہر طور اشیائے ضروریات کی گرانی کے ساتھ مزدوروں کی اجرتوں اور تنخواہوں میں اضافہ ضروری ہے۔ اشیاء کی گرانی کے ساتھ بہت عرصہ تک اجرتوں اور تنخواہوں میں متناسب اضافہ نہ کیا جائے تو اس سے مزدوروں کی قوت کارگزاری متاثر ہوگی اور وہ سابقہ معیار پر زندگی نہیں بسر کر سکیں گے۔ مزدوروں کو اس قدر اجرت ملنی چاہئے کہ جس کے ذریعہ وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت اور قوت کارگزاری کو بڑھا سکیں اور ایک خاص معیار پر برقرار رکھ سکیں۔

(ج) محنت سے آمدنی حاصل کرنے کا تیسرا طریقہ کاروبار جاری کرنے کا ہے مثلاً پارچہ بافی۔ صابن سازی۔ بٹن سازی یا کسی اور قسم کا کارخانہ قائم کرنا۔ کارخانہ دار کو معاشیات کی اصطلاح میں آجر کہا جاتا ہے اور اس کی محنت کے معاوضے کو اجرت نہیں بلکہ منافع کہتے ہیں۔ کارخانہ دار اور مزدور کی جدوجہد اور ذمہ داری میں فرق ہوتا ہے۔ اسی لئے ایک کی محنت کے معاوضے کو منافع اور دوسرے کی محنت کے معاوضے کو اجرت کہتے ہیں۔ کارخانہ دار کو قیام کارخانہ کے لئے مکان کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔ رقم کا انتظام کر کے آلات و اوزار اور پیداوار خام کی خریدی کرنی پڑتی ہے۔ مزدور مہیا کرنا پڑتا ہے اور اشیاء کی تیاری یا فروخت سے قبل اجرت دینی پڑتی ہے۔ کارخانہ دار بحیثیت مجموعی کارخانے کی ترقی یا دیوالیہ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ برعکس اس کے مزدور بہت بڑی حد تک آزاد ہوتا ہے۔ مقررہ وقت تک کام کرتا ہے اور اجرت پاتا ہے۔ کارخانے کی ترقی یا دیوالیہ کی براہ راست ذمہ داری مزدور پر نہیں ہوتی۔

محنت سے حاصل ہونے والی آمدنی میں فرق کے اسباب | یہاں تک اس امر کی

تشریح کی گئی کہ محنت سے آمدنی حاصل کرنے کے مختلف طریقے کیا ہیں لیکن روزمرہ زندگی میں ہم اس امر کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ محنت سے حاصل ہونے والی آمدنی میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔ بعض افراد کو ان کی محنت کا بہت ہی کم معاوضہ ملتا ہے اور بعض کو بہت زیادہ۔ لہٰذا اب دیکھنا یہ ہے کہ اس فرق کے کیا اسباب ہیں۔

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ خاص خاص کاموں کو عمدگی کے ساتھ انجام دینے کی تمام افراد میں یکساں قابلیت نہیں ہوتی۔ اس قابلیت میں جس قدر فرق ہوگا اس مناسبت سے آمدنیوں میں بھی فرق پایا جائے گا۔ جو افراد اپنے کام کو جس قدر عمدگی کے ساتھ انجام دیں گے انھیں اسی قدر زیادہ معاوضہ ملے گا۔ برعکس حالت میں معاوضہ کم ہوگا۔ جہاں تک کہ مختلف کارخانہ داروں کی شرح منافع میں فرق کا تعلق ہے اس کی بھی اہم وجہ یہ ہے کہ بعض کارخانہ داروں میں خداداد کاروباری صلاحیت ہوتی ہے اور اکثر اس سے محروم رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ بعضوں کو بہت زیادہ منافع ملتا ہے اور اکثروں کو بہت کم۔

آمدنیوں میں فرق کی دوسری وجہ یہ ہے کہ بعض کام سیدھے سادے اور معمولی ہوتے ہیں۔ اور بعض مشکل اور مہارت طلب۔ جو کام آسان اور معمولی ہوتے ہیں ان کا معاوضہ بھی کم ہوتا ہے لیکن مشکل اور مہارت طلب کاموں کا معاوضہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ یہاں پر ایک سوال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جب مشکل اور مہارت طلب کاموں کا بہت زیادہ معاوضہ ملتا ہے تو سب لوگ اسی نوعیت کے کام انجام دینے کی کوشش کیوں نہیں کرتے تاکہ انھیں زیادہ معاوضہ ملے۔ واضح رہے کہ سب لوگ یکساں محنت پسند نہیں ہوتے۔ نیز ہر شخص بالعموم اپنے معاشرے کی مناسبت سے کوئی پیشہ اختیار کرتا ہے۔ ادنیٰ طبقہ کے لوگ بالعموم اسی نوعیت کے کام کرتے ہیں جو ان کے معاشرے کے افراد انجام دیتے ہیں۔ یہی حال متوسط اور اعلیٰ طبقے کے لوگوں کا ہے۔ علاوہ ازیں مشکل اور مہارت طلب کام انجام دینے کے لئے خاص قسم کی تعلیم ضروری ہوتی ہے لیکن سب افراد کو تعلیم حاصل کرنے کے یکساں مواقع (بالخصوص پس ماندہ

ممالک میں) حاصل نہیں ہوتے۔ ان وجوہ کی بناء پر تمام افراد کی صلاحیت اور قابلیت یکساں نہیں ہوسکتی اور محنت سے حاصل ہونے والی آمدنیوں میں فرق کا پایا جانا لازمی ہوتا ہے۔

املاک سے آمدنی حاصل کرنے کی تین صورتیں

پیچھے ہم معلوم کر آئے ہیں کہ املاک یا جائداد سے آمدنی حاصل کرنے کی بھی تین صورتیں ہیں (الف) پہلا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنی جائداد کو خود استعمال کریں۔ اگر ہم اپنے مکان میں خود رہیں یا اپنی موٹر کو ذاتی سواری کے لیے رکھیں تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ ہمیں مکان اور موٹر سے آمدنی حاصل ہو رہی ہے۔ بظاہر یہ خیال عجیب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ایک ایسی چیز سے جسے ہم خود استعمال کر رہے ہیں کیوں کر آمدنی حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر ہم ذرا غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہمیں ذاتی جائداد سے بھی جسے ہم خود استعمال کر رہے ہیں آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ فرض کیجئے ایک شخص کی (۱۰۰۰) روپے تنخواہ ہے۔ اس کا ایک ذاتی مکان بھی ہے اور اس مکان میں وہ خود رہتا ہے لیکن اگر اس مکان کو کرایہ پر دیا جائے تو (۱۰۰) روپے ماہانہ کرایہ وصول ہوسکتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ شخص زیر بحث کی حقیقی آمدنی (۱۱۰۰) روپے ہے۔ بالعموم اس قسم کی آمدنی کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ حالانکہ حقیقی آمدنی کا حساب لگاتے وقت اس کا پورا پورا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(ب) املاک سے آمدنی حاصل کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس کے استعمال کا حق دوسروں کو دیا جائے اور اس کے عوض کچھ آمدنی حاصل کی جائے۔ مثلاً مکان، املاکیات وغیرہ کا کرایہ پر دینا۔ سیکلوں کا کرایہ پر چلانا یا موٹروں کو کرایہ پر دینا۔ واضح رہے کہ املاک دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک بہ شکل زر اور دوسرے مکانات۔ املاکیات۔ موٹر یا سیکل وغیرہ کی شکل میں۔ ملک کی نوعیت کا لحاظ کرتے ہوئے ان سے حاصل ہونے والی آمدنی کے نام بھی مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً سکونتی زمین کے استعمال کے معاوضے کو کرایہ کہا جاتا ہے۔ لیکن زراعتی زمین کے استعمال کا معاوضہ لگان کہلاتا ہے۔ اسی طرح زر کے استعمال کے معاوضے کو لگان یا کرایہ نہیں کہتے بلکہ

اسے "سود" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

(ج) املاک سے آمدنی حاصل کرنے کا تیسرا طریقہ یہ ہے کہ ہم کسی چیز کو اس وقت تک بطور ذخیرہ محفوظ رکھیں جب تک کہ وہ زیادہ کارآمد نہ ہو جائے۔ اس کی بہترین مثال ہمارے ہی ماحول سے لی جا سکتی ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا جب کہ نارائن گوڑہ، حیدرگوڑہ اور حمایت نگر کی آبادی بہت ہی ناقابل لحاظ تھی۔ ہر طرف جنگل ہی جنگل تھا۔ زمینات کی قیمت بہت ادنیٰ اور معمولی تھی۔ چنانچہ اکثر لوگ یہاں کی زمینات کو چار آنے گز کے حساب سے خریدنا بھی خلاف منفعت سمجھتے تھے۔ لیکن جوں جوں اس طرف آبادی کا رجحان بڑھتا گیا زمینات کی قدر و قیمت میں بتدریج اضافہ ہونے لگا۔ اس رجحان کو دیکھ کر اکثر افراد نے منافع کی خاطر وسیع آراضیات خرید لیں۔ چنانچہ اب اس نواح میں زمینات کی قیمت تین روپے گز سے لے کر پانچ روپے گز ہے۔ جن افراد نے دوراندیشی سے ارزاں زمینات خریدی تھیں انہیں اس وقت معقول نفع مل رہا ہے۔ نہ صرف اراضیات بلکہ دیگر اشیاء کے لین دین سے بھی لوگ اسی طرح کی آمدنی حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً فصل پر غلہ بالعموم ارزاں ہوتا ہے۔ لہٰذا تجارت پیشہ افراد وسیع پیمانے پر اس کی خریدی کرتے ہیں، اور کچھ عرصہ تک اسے بطور ذخیرہ محفوظ رکھتے ہیں۔ جب طلب خوب بڑھتی ہے اور قیمتیں گراں ہو جاتی ہیں تو اس وقت کافی منافع سے فروخت کر دیتے ہیں۔

املاک سے حاصل ہونے والی آمدنی میں فرق کے اسباب

جس طرح محنت سے حاصل ہونے والی آمدنیوں میں مختلف وجوہ کی بناء پر فرق پایا جاتا ہے اسی طرح املاک سے حاصل ہونے والی آمدنیوں میں فرق کے مختلف وجوہ ہیں۔

اس فرق کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ بعض افراد دولت کمانے اور پس انداز کرنے کی مقابلتہً زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا اس قابلیت کا لحاظ کرتے ہوئے بعض افراد کے ہاں زیادہ جائداد ہوگی اور بعض کے ہاں کم۔ ایسی صورت میں بعض کو املاک سے زیادہ آمدنی حاصل ہوگی تو بعض کو

بہت ہی کم اور اکثر تو اس سے محروم نظر آتے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ بعض افراد کو وراثتاً زیادہ جائداد ملتی ہے۔ جن افراد کو وراثۃً میں زیادہ جائداد ملے گی ظاہر ہے کہ انھیں دوسروں کے مقابل املاک سے زیادہ آمدنی ہوگی۔

تیسرے یہ کہ جائے وقوع کی مناسبت کا بھی املاک سے حاصل ہونے والی آمدنیوں پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ فرض کیجئے کسی شخص کی ایک ملگی عابد روڈ پر واقع ہے اور اس کا کرایہ ماہانہ (۴۵) روپے آتا ہے۔ دوسرے شخص کی ملگی اسی نمونے گنجایش اور مالیت (صرفہ تعمیر ملگی) کی یاقوت پورہ میں واقع ہے اور اس کا کرایہ صرف (۲۰) روپے ماہانہ وصول ہوتا ہے۔ ہردو ملگیوں کے نمونے گنجایش اور صرفہ تعمیر کی یکسانیت کے باوجود کرایوں کا یہ فرق محض جائے وقوع کا نتیجہ ہے۔

انفرادی خوش حالی کے بیان کو ختم کرتے ہوئے مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کا مدار انفرادی آمدنی کی نوعیت اور اس کے صرف پر ہوتا ہے۔ جس شخص کی آمدنی جس قدر زیادہ ہوگی اسی لحاظ سے اس کی زندگی بھی خوش حال ہوسکے گی۔ بشرطیکہ آمدنی کا صرف بھی مناسب اور مفید ہو۔ اگر آمدنی تو زیادہ ہو اور صرف کے طریقے ٹھیک نہ ہوں تو اس سے خاطر خواہ نتائج نہیں برآمد ہوسکیں گے۔ جہاں تک آمدنیوں کی زیادتی کا تعلق ہے اس کا مدار زیادہ تر افراد کی قوت پیدا آوری پر ہوتا ہے۔ اگر ہم ایک خوش حال زندگی بسر کرنا چاہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر وہ صلاحیت پیدا کریں جس کے ذریعہ ہم زیادہ دولت پیدا کرسکتے ہیں۔ اس صلاحیت کے لئے مفید تعلیم و تربیت صحت بخش غذا۔ لباس۔ مکان اور عمدہ ماحول ضروری چیزیں ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ مناسب اور مفید طریقۂ صرف کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

(۱۱) تیسرا حصہ۔ مادی خوش حالی اور حکومت

حکومت کے فرائض خوش حالی سے خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی سے کا بہت قریبی تعلق

حکومت سے بھی ہے۔ جس ملک کی حکومت روشن خیال اور حقیقی معنی میں رعایا کی ہمدرد ہوگی اس ملک کی خوش حالی نسبتاً آسانی کے ساتھ اور مقابلتہً جلد حاصل کی جاسکے گی۔ بشرطیکہ بعض دیگر موافق حالات بھی موجود ہوں کیسی ملک کے وسائل قدرت خواہ کس قدر زیادہ کیوں نہ ہوں اور وہاں پر زیادہ دولت پیدا کرنے کے کس قدر امکانات کیوں نہ پائے جائیں ان سے حقیقی استفادہ صرف اُس وقت کیا جاسکتا ہے جب کہ وہاں کی حکومت اچھی ہو۔ غیر ذمہ دار اور غیر فرض شناس حکومتوں کی وجہ سے بھی ملک میں افلاس اور ناداری پھیلتی ہے اور آزاد ممالک غیروں کے غلام بن جاتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں حکومت کے فرائض بہت وسیع ہو گئے ہیں۔ اب عدم مداخلت کی پالیسی کا زمانہ نہیں رہا۔ ہر روشن خیال اور ہمدرد حکومت ملک کی خوش حالی کو حاصل کرنے کے لئے تقریباً تمام معاملات میں دخل دیتی ہے۔ اچھی سیاست کے علاوہ اچھی معیشت اور اچھی معاشرت کو حاصل کرنا یا برقرار رکھنا ہر ذمہ دار حکومت کا فریضہ ہے۔ سہولت کی خاطر حکومت کے فرائض کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) حکومت کا ایک اہم فریضہ یہ ہے کہ باشندگان ملک کو دشمنوں کے حملے سے بچائے۔ اگر کسی ملک پر آئے دن مختلف قوموں کے حملے ہوتے رہیں تو اس کی وجہ سے ملک خاطر خواہ طور پر ترقی نہیں کرسکتا۔ خوش حالی کے حاصل کرنے کے لئے امن ضروری چیز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر حکومت اپنی استطاعت کے مطابق قومی مدافعت اور قومی تحفظ کے لئے مناسب فوج اور آلات حرب مہیا رکھتی ہے۔ تاکہ وقت ضرورت ان سے کام لیا جاسکے۔

(۲) خوش حالی کے لئے نہ صرف یہ ضروری ہے کہ ملک کو بیرونی حملہ آوروں سے بچایا جائے بلکہ اندرونی امن وامان کا قائم رکھنا بھی لازمی ہے۔ اندرون ملک چوری۔ لوٹ مار۔ غارت گری۔ دغابازی اور حق تلفی عام ہو تو بھی ملک ترقی نہیں کرسکتا۔ لہٰذا حکومت کا دوسرا فریضہ یہ ہے کہ اندرون ملک امن قائم رکھے۔ اس غرض کے لئے حکومت مختلف قسم کی عدالتیں قائم کرتی ہے اور پولیس رکھتی ہے۔

(۴) اس میں شک نہیں کہ اندرونی اور بیرونی امن کی وجہ سے باشندگان ملک کی مادی خوش حالی کے حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے لیکن اس کے علاوہ دیگر امور بھی ضروری ہیں۔ مثلاً ہم جانتے ہیں کہ خوش حالی کے نقطۂ نظر سے "دولت" بھی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ لہذا حکومت کا یہ بھی فریضہ ہے کہ باشندگان ملک کو معقول دولت پیدا کرنے کے قابل بنائے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے حکومت کو گوناگوں تدابیر اختیار کرنا پڑتا ہے۔ عام اور فنی تعلیم کا معقول انتظام کرنا۔ صحت کا عمدہ معیار برقرار رکھنا۔ زراعت صنعت و حرفت۔ تجارت اور نقل و حمل کی ترقی میں براہ راست یا بالواسطہ مدد دینا حکومت کا فرض ہے۔

حکومت کے ذرائع آمدنی

ظاہر ہے کہ مذکورہ فرائض کے انجام دینے کے لئے حکومت کو آمدنی کی ضرورت ہوگی۔ فوج۔ پولیس اور آلات حرب کا مہیا رکھنا۔ عدالتیں قائم کرنا اور ان کے کاروبار کو چلانا۔ زراعت صنعت و حرفت۔ تجارت اور نقل و حمل کی ترقی کے لئے مختلف تدابیر اختیار کرنا معقول اخراجات کے بغیر ناممکن ہے۔ لہذا حکومت مختلف ذرائع سے آمدنی حاصل کرتی ہے۔

(۱) ہر ملک کی حکومت کو وہاں کے آبشار۔ جنگلات۔ معدنیات۔ دریا۔ پہاڑ اور اس قسم کے دیگر قدرتی ذرائع سے آمدنی ہوتی ہے۔ زمینات کا کافی حصہ حکومت کی ملک ہوتا ہے سکونتی اراضیات سے حکومت کو کرایہ حاصل ہوتا ہے اور زرعی زمینات سے لگان یا مالگزاری وصول ہوتی ہے۔

(۲) عام مفاد کا لحاظ کرتے ہوئے حکومت بعض کام خود انجام دیتی ہے۔ مثلاً آب رسانی۔ خبر رسانی۔ برق رسانی اور سکہ سازی وغیرہ کے کام حکومت سے متعلق ہوتے ہیں۔ ان کاروبار سے بھی حکومت کو آمدنی حاصل ہوتی ہے۔

(۳) مختلف نظم و نسق کے محکموں سے بھی حکومت کو کچھ نہ کچھ آمدنی ہوتی ہے۔ مثلاً عدالت۔ پولیس اور تعلیمات وغیرہ۔ اگرچہ حکومت ان محکموں کو نفع کمانے کی خاطر قائم نہیں کرتی تاہم ان سے تھوڑی بہت آمدنی ہو جاتی ہے۔

(۴) حکومت کی آمدنی کا ایک اہم ذریعہ ٹکس یا محصول ہے۔ ٹکس سے مراد کسی شخص یا جماعت کی دولت کا وہ حصہ ہے جو بلا لحاظ اس کی رضا مندی یا ناراضگی کے سرکاری اغراض کے لئے حاصل کیا جائے۔ ٹکس یا محصول کی دو قسمیں ہیں۔ بالواسطہ اور بلا واسطہ محصول بلا واسطہ کی خصوصیت ہوتی ہے کہ اس کا بار براہ راست ادا کرنے والے پر پڑتا ہے۔ مثلاً انکم ٹکس۔ اس کا بار براہ راست ادا کرنے والے پر پڑتا ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر اس قسم کے محصول کو محصول بلا واسطہ کہا جاتا ہے۔ برعکس اس کے محصول بالواسطہ کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ اس کا بار ادا کرنے والے پر قائم نہیں رہتا بلکہ دوسرے اشخاص پر منتقل ہو جاتا ہے۔ دیگر ممالک سے جو مال درآمد کیا جاتا ہے اس کا محصول تاجر ادا کرتے ہیں لیکن یہ بار تاجروں پر نہیں پڑتا بلکہ اشیاء کے خریداروں پر منتقل ہو جاتا ہے کیونکہ تاجر اسے قیمتوں میں شریک کر کے خریداروں سے وصول کر لیتے ہیں۔ محصول بالواسطہ بظاہر تاجروں کی جیب سے ادا ہوتا ہے لیکن اس کے حقیقی ادا کرنے والے اشیاء کے خریدار ہوتے ہیں اسی خصوصیت کی وجہ سے اس محصول کو بالواسطہ محصول کہتے ہیں۔

(۵) فاتح حکومتوں کو محکوم ممالک سے سالانہ خراج وصول ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک قسم کی آمدنی ہے۔

(۶) نیز اکثر حکومتیں دیگر ممالک سے قرض بھی حاصل کرتی ہیں۔ قرض کے مقاصد مختلف ہوتے ہیں۔ بعض مرتبہ اندرون ملک مفاد عامہ کے کاروبار مثلاً زراعت، صنعت و حرفت، تجارت اور نقل و حمل کی ترقی کے لئے قرض حاصل کیا جاتا ہے۔ بعض وقت جنگ جاری رکھنے کے لئے کثیر مقدار میں قرضے لئے جاتے ہیں تعمیری قرضوں کا مفید اثر باشندگان ملک کی خوش حالی کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ برعکس اس کے جنگی قرضوں کا بار بالخصوص مفتوح ممالک پر بہت ہی نمایاں ہوتا ہے

بہر طور باشندگان ملک کی خوش حالی کے لئے حکومت کی امداد ناگزیر ہوتی ہے چنانچہ ہر ذمہ دار حکومت کا اہم فریضہ ملک میں امن و امان قائم رکھنا اور وہاں کے باشندوں کو مرفہ الحال اور خوش حال بنانا ہوتا ہے۔ اس کام کو انجام دینے کے لئے حکومتیں مختلف ذرائع سے آمدنی حاصل

کرتی ہیں اور اسے رعایا کی فلاح اور بہبود کے لئے صرف کرتی ہیں۔ واضح رہے کہ بہتر صرف دولت کا مسئلہ نہ صرف انفرادی حیثیت سے بہت اہمیت رکھتا ہے بلکہ حکومت کے مدات خرچ میں بھی اس کا لحاظ رکھنا انتہائی درجہ ضروری ہے۔ جس حکومت کا بجٹ غیر متناسب ہوگا (غیر متناسب بجٹ سے مراد ایسا بجٹ ہے جس میں آمدنی کی تقسیم قومی احتیاجات کی اہمیت کا لحاظ کرتے ہوئے نہ کی گئی ہو۔ کم اہم کاموں کے لئے تو زیادہ رقم مختص کی جائے اور زیادہ اہم کاموں کے لئے مقابلۃً کم رقم رکھی جائے) اس ملک میں حصول خوش حالی کے خاطر خواہ نتائج نہیں برآمد ہو سکیں گے۔